تزک بابری

مترجمہ

(جناب محمد رحیم صاحب دہلوی)

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ	کہہ اے ملک کے مالک خدا، تو جس کو چاہے ملک
مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ	دے اور جس سے چاہے حکومت چھین لے۔ اور تو
تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ	جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے
مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ	تمام خوبیاں تیرے قبضہ میں ہیں۔ تو بے شک
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ	ہر چیز پر قادر ہے۔

خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ اور ان کے بزرگ و برتر اصحاب رض اور گرامی احباب رض پر قیامت تک لاتعداد درود پہنچیں۔

ظہیرالدین محمد بابر ولد عمر شیخ مرزا تیموری لکھتا ہے۔ کہ میں نے اپنے زمانے کے حالات اور واقعات کے بارے میں یہ مختصر حال اپنی آل اولاد کے لئے بطور یادگار لکھا ہے[1]:۔

تخت نشینی | میری عمر بارہ برس کی تھی اور ۸۹۹ھ کے رمضان کی پانچ تاریخ تھی کہ میں ملک فرغانہ کا بادشاہ بنا[2]۔

فرغانہ کرۂ زمین کے پانچویں حصّے میں ہے۔ اور معمورۂ عالم کے کنارہ پر ہے۔ اس کے مشرق میں کاشغر، مغرب میں سمرقند، جنوب میں بدخشاں کی پہاڑیاں، اور شمال میں جنگل بیابان ہے۔ اب سے پہلے اس جنگل میں المالیغ[3]، الماتو[4] اور یانگی (جسے تاریخوں میں اُطرز[5] بھی لکھا ہے)

[1] بابر نے اپنی تزک ترکی میں لکھی تھی۔ بیرم خاں خان خاناں نے شہنشاہ اکبر کے حکم سے اس کا فارسی ترجمہ کیا۔ انگریزی میں الفنسٹن اور مسٹر جان لیڈی نے اس کے ترجمے کئے ہیں۔ [2] ۶ رجون ۱۴۹۴ء [3] المالیغ یا المالیگ سیب کے درختوں کے جھنڈ کو کہتے ہیں۔ یہ جگہ کاشان کے شمال میں الاتاغ کے پہاڑوں کے دوسری طرف ہے [4] الماتو اس زمین کو کہتے ہیں جہاں سیب بکثرت پیدا ہوتے ہوں [5] تاشقند اور ارال کی جھیل کے بیچ میں یہ مقام ہے۔ تیمور، چین پر حملہ کے ...

جیسے بہت سے شہر آباد تھے۔ مگر ازبکوں کے حملوں سے اب ایسی ویرانی ہے کہ کہیں نام کو بھی آبادی نہیں رہی۔

فرغانہ کا علاقہ اگرچہ بڑا نہیں ہے۔ مگر یہاں غلوں اور میووں کی پیداوار بہتات سے ہے۔ پہاڑوں کا سلسلہ اس علاقہ کو گھیرے ہوئے ہے۔ صرف مغرب کی طرف جدھر سمرقند اور خجند ہیں پہاڑ نہیں ہیں۔ باہر کا دشمن اسی طرف سے اندر آسکتا ہے۔ دوسری کسی طرف سے نہیں۔

دریائے سیحون | دریائے سیحون[1] جو دریائے خجند کے نام سے مشہور ہے شمال و مشرق کے بیچ میں سے آکر فرغانہ کے درمیان میں بہتا ہوا مغرب کی طرف جاتا ہے اور خجند کی شمالی جانب اور فناکت[2] (جسے اب شاہرخیہ کہتے ہیں) کے جنوب میں سے گذرتا ہے اور پھر شمال کی طرف مائل ہوتا ہوا ترکستان چلا جاتا ہے اور ترکستان کے نشیب میں سارا دریا ریگستان میں جذب ہو جاتا ہے۔

فرغانہ میں سات شہر ہیں۔ پانچ اس دریا کے جنوب میں اور دو شمال میں ہیں۔

اندجان | اندجان دریا کے جنوب کی طرف سے اور فرغانہ کے بیچ میں ہے۔ یہ یہاں کا دارالحکومت ہے۔ اور بہت سرسبز مقام ہے۔

یہاں غلے اور میوے کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔ انگور اور خربوزوں کی بہتات ہے اور یہ بہت لذیذ ہوتے ہیں۔ دستور یہ ہے کہ خربوزوں کی فصل میں انھیں فالیز پر نہیں بیچتے۔ ناسپاتی یہاں سے اچھی کہیں نہیں ہوتی۔

اندجان کا قلعہ اور سے ماوراءالنہر[3] میں سمرقند اور کش کے قلعوں کے سوا سب سے بڑا قلعہ ہے

---

[1] وسطی ایشیا کا مشہور دریا ہے [2] اس کو بناکت اور فناکت بھی کہتے ہیں [3] اس کو ترکستان بھی کہتے ہیں۔ یہ وسطی ایشیا کا وہ علاقہ ہے۔ جہاں ترک نسل کے لوگ آباد ہیں۔ ایرانی قدیم زمانے میں اس کو توران کہتے تھے۔ فردوسی کے شاہنامہ کی رزمیہ داستان کا تعلق اسی توران سے ہے۔ انقلاب عالم نے اب لفظ ترکستان کو وسطی ایشیا کے نقشہ سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا ہے۔ اور اب یہ علاقہ پانچ حصوں میں بٹا ہوا ہے۔ (۱) ترکی کی موجودہ سلطنت (۲) بدخشاں اور بلخ کے کچھ علاقے جو اب افغانستان میں شامل ہیں (۳) سلطنت پاکستان میں صوبہ سرحد کے کچھ علاقے جنہیں پختونستان کہتے ہیں (۴) چینی حکومت میں سنکیانگ کا علاقہ۔ چینی زبان میں سنکیانگ، نو آبادی کو کہتے ہیں (۵) روسی ترکستان۔ اس علاقہ کو اب پانچ حصوں میں بانٹ دیا گیا ہے۔ ازبکستان۔ ترکمانستان۔ تاجکستان

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

ن کے تین دروازے ہیں ۔ شاہی محل شہر کے جنوب میں ہے ۔ شہر میں نو نہریں بہتی ہیں ۔ عجیب بات یہ ہے کہ یہ سب نہریں ایک جگہ سے نہیں نکلتیں ۔ قلعہ کے چاروں طرف ایک سنگین خندق ہے ۔ خندق کے کنارے کنارے سڑک بنی ہوئی ہے ۔ سڑک پر روڑی کا فرش ہے ۔ قلعہ کے چاروں طرف محلے آباد ہیں ۔ قلعے اور محلوں کے بیچ میں یہ سڑک حد بندی کا کام دیتی ہے ۔

یہاں کے جنگل میں شکار کی بہت کثرت ہے ۔ ہرن بڑا موٹا تازہ ہوتا ہے ۔ مشہور ہے ایک ہرن کا سالن اتنا ہوتا ہے کہ چار آدمیوں کا پیٹ بھر جائے اور پھر بھی بچ رہے ۔

یہاں کے رہنے والے سب ترک ہیں ۔ شہر اور بازار میں کوئی آدمی ایسا نہیں جو ترکی زبان نہ جانتا ہو ۔ یہاں کے عام آدمیوں کی زبان بھی ایسی شستہ ہے ۔ جیسے اہل قلم کی ہوتی ہے ۔ میر علی شیر نوائی کی تصانیف دیکھئے ۔ حالانکہ وہ ہرات میں پلا بڑھا ۔ مگر اس کی کتابیں ترکی میں ہیں ۔

یہاں کے آدمی بہت خوبصورت ہوتے ہیں ۔ خواجہ یوسف جو موسیقی کے مشہور استاد تھے اندجان ہی کے تھے ۔ یہاں کی ہوا میں بدبو ہے ۔ آنکھیں دکھنی عام بات ہے اور ورم چشم کا مرض بھی عام ہوتا ہے ۔ اس کو طبیب اپنی زبان میں قرب کہتے ہیں ۔

اوش اوش، اندجان کے گوشہ جنوب و شرق میں مشرقی جانب مائل ہے اور اندجان سے ۶ میل[1] کے فاصلہ پر ہے ۔ اوش کی آب و ہوا نہایت اچھی ہے ۔ جگہ جگہ نہریں ہیں ۔ بہار کا موسم نہایت عمدہ ہوتا ہے ۔ اوش کی فضیلت میں کئی حدیثیں ہیں ۔

قلعہ کے جنوب و مشرق میں ایک خوشنما پہاڑ ہے ۔ جنوب و مشرق کے بیچ میں پہاڑ کی چوٹی پر ایک ٹیلا ہے ۔ جسے براکوہ کہتے ہیں ۔ سلطان محمود خاں[2] نے وہاں ایک چھوٹا سا مکان بنوایا تھا ۔ میں نے ۹۰۲ھ (۱۴۹۶ء) میں اس کے نیچے پہاڑ کی چوٹی پر ایک بارہ دری بنائی ۔ پہلا مکان اس

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کرغیز ۔ قزاقستان ۔ بخارا اور خیوا کے علاقے ترکمانستان میں شامل ہیں فرغانہ اور بدخشاں وغیرہ کو تاجکستان میں ملا دیا گیا ہے ۔ روسی ترکستان کے ان پانچوں علاقوں میں اب بھی مسلمان بہت بڑی اکثریت میں ہیں

[1] چار فرسنگ ۔

[2] سلطان محمود خاں، بابر کا ماموں تھا اور مغلستان کا حاکم تھا ۔

سے اونچی جگہ ہے ۔ مگر میری بنائی ہوئی عمارت اس سے بہتر ہے ۔ وہاں سے شہر اور شہر سے باہر کی آبادی اچھی طرح نظر آتی ہے ۔

اندجان والی ندی[1] اوش کے محلوں میں سے ہوتی ہوئی اندجان جاتی ہے ۔ اس ندی کے کناروں پر باغ ہی باغ ہیں ۔ باغوں میں سے ندی کا منظر بہت خوب ہے ۔

یہاں بنفشہ بڑی کثرت سے ہوتی ہے ۔ جگہ جگہ پانی کی نہریں بہتی ہیں ۔ موسم بہار میں گل لالہ اور گلاب خوب بہار دکھاتا ہے ۔ پہاڑ کے دامن میں باغ اور شہر کے بیچ میں ایک مسجد ہے ۔ اس کا نام مسجد جوزا ہے ۔ اس کے صحن میں تین حوض ہیں ۔ پہاڑ میں سے ایک بڑی ندی بہتی ہوئی آتی ہے ۔ اور ان تینوں حوضوں کو پانی سے لب بہ لب رکھتی ہے ۔ حوض نہایت صاف و شفاف ہیں ۔ مسافر اور راہ گیر جو ادھر سے گذرتے ہیں ۔ یہاں دم لیتے ہیں ۔ اوش کے اوباش ہنسی میں کہا کرتے ہیں کہ "ہر کس دریں میدان خواب کرد از یں[3] جو آب می گزراند"

میرے والد کے آخری زمانہ میں اس پہاڑ میں سے سرخ و سفید رنگ کا ابری کا پتھر نکلا تھا ۔ اس پتھر سے چھریوں کے دستے وغیرہ بناتے ہیں ۔ یہ پتھر بہت خوبصورت ہوتا ہے ۔

فرغانہ میں خوش نمائی اور آب و ہوا کے اعتبار سے اوش جیسا کوئی دوسرا شہر نہیں ہے ۔

مرغینان | مرغینان ، اندجان کے مغرب میں ۲۰ میل کے فاصلہ پر ہے اور اچھا شہر ہے ۔ وہاں انار اور خوبانیاں نہایت عمدہ ہوتی ہیں ۔ انار کی ایک خاص قسم ہے ۔ اسے دانہ کلاں کہتے ہیں ۔ اس میں مٹھاس کا رس ہوتا ہے یہ انار سمنان[2] کے اناروں سے بھی اچھے ہوتے ہیں ۔ . . . . .

. . . .

. . . . . خوبانیوں کی ایک خاص قسم ہے ۔ اس کی گٹھلی نکال لیتے ہیں اور گٹھلی کی جگہ بادام رکھ کر اسے خشک کرتے ہیں اس کو سبحانی کہتے ہیں ۔ یہ بہت لذیذ ہوتی ہے ۔

---

[1] یہ ندی دریائے سیر کے معاونوں میں سے ہے ۔

[2] سمنان ، خراسان اور عراق کے بیچ میں دامغان کے قریب ایک شہر ہے ۔

یہاں جانور اور شکار بہت ہے ۔ سفید ہرن[۱] قریب ہی مل جاتا ہے ۔

شہر کے باشندے سب کے سب تاجیک[۲] ہیں ۔ یہ مفسد، لڑاکا اور فتنہ انگیز ہوتے ہیں۔ تمام ترکستان میں اپنی اس خصوصیت میں مشہور ہیں ۔ سمرقند اور بخارا میں جو مفسد ہیں ۔ وہ مرغینان ہی کے رہنے والے ہیں ۔

ہدایہ[۳] کے مصنف موضع رشدان کے باشندے تھے ۔ یہ قصبہ مرغینان ہی کے علاقہ میں ہے

اسفرہ اسفرہ، مرغینان کے جنوب مغرب کی طرف ۳۶ میل کے فاصلہ پر پہاڑ کے نیچے آباد ہے ۔ اس میں جگہ جگہ نہریں بہتی ہیں ۔ درختوں کی کثرت ہے ۔ اور نہایت اعلیٰ قسم کے باغیچے ہیں ۔ ان میں بادام کے درختوں کی بہتات ہے ۔ یہاں کے باشندے تاجیک اور پہاڑی ہیں ۔

یہاں سے جنوب کی جانب چار میل کے فاصلہ پر پہاڑ کے ٹیلوں میں پتھر کی ایک سِل ہے ۔ اس کو سنگِ آئینہ کہتے ہیں ۔ اس کی لمبائی دس گز کے قریب ہے ۔ کہیں سے وہ اتنی اونچی ہے کہ آدمی کے قد کے برابر ہے اور کہیں سے اتنی نیچی ہے کہ آدمی کی کمر کے برابر ہے ۔ آئینہ کی طرح شفاف ہے اور اس میں ہر چیز کا عکس دکھائی دیتا ہے ۔

اسفرہ کے علاقہ میں پہاڑ کے نیچے چار گاؤں آباد ہیں ۔ اسفرہ ۔ وارخ ۔ سوخ ۔ ہشیار

جس زمانے میں شیبانی[۴] خاں نے سلطان محمود خاں اور الجیھ خاں کو ہرا کر تاشقند اور شاہرخیہ

---

۱ اس ہرن کو آہو وراق کہتے ہیں ۲ تاجک اُنہیں کہا کرتے ہیں ۔ جو عرب میں پیدا ہوئے اور فارس میں پرورش پائی ۔ ترک انھیں تاجک اس نسبت سے کہتے ہیں کہ اُن کے بزرگ عرب سے آئے تھے ۔ اہل فارس اور ترک عرب کو تازی یا تاجی کہتے ہیں۔ ۳ ہدایہ کے مصنف کا نام شیخ برہان الدین علی تھا ۔ ۴ محمد شیبانی خاں ازبک امیرزادہ تھا ۔ اس کے بزرگ صاحبِ اقتدار تھے مگر اس کے ہوش سنبھالنے سے پہلے تباہ ہو چکے تھے وہ ۸۵۵ھ میں ترکستان میں پیدا ہوا ۔ وہ بڑا بہادر اور باتدبیر آدمی تھا ۔ زمانے کے حادثات نے اس کو خاک میں ملانے کی کوشش کی لیکن اس باہمت اور مدبر شخص نے ہر رکاوٹ کو ہٹا دیا اس نے بہت سے آدمی جمع کر لئے اور تیمور کی اولاد کی نااتفاقی سے فائدہ اٹھا کر آہستہ آہستہ ان کے ملک پر قابض ہو گیا ۔ اور بڑا عروج پایا ۔ تمام ترکستان اور خراسان پر اس کا جھنڈا لہرا رہا تھا ۔ ۹۰۶ھ میں سمرقند فتح کیا ۹۱۳ھ میں خراسان پر قبضہ کر لیا ۔ وہ محمد شیبانی خاں ہی تھا ۔ جس نے بابر جیسے بہادر اور باتدبیر آدمی کو انگلیوں پر نچایا اور اسے ترکستان سے نکلنے پر مجبور کر دیا ۔ بابر جو شیبانی سے پے درپے شکستیں کھا کر ترکستان سے نکلا تھا ۔ ہندوستان آکر یہاں کا شہنشاہ بنا ۔ شیبانی اگر اُسے ترکستان چھوڑ کر ہندوستان آنے پر مجبور نہ کرتا تو آج برصغیر پاک و ہند کی تاریخ کچھ اور ہوتی اور شاید اس میں مغلیہ دورِ حکومت کا ذکر نہ ہوتا تفصیل حالات کے لئے

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

کو فتح کیا تھا۔ اس وقت میں نے سوخ اور ہستیار کی پہاڑیوں میں تقریباً سال بھر تک پریشانی میں اپنا وقت گذارا تھا اور پھر کابل پر چڑھائی کی تھی۔

خجند | خجند، اندجان کی مغربی جانب سو میل کے فاصلہ پر ہے اور بہت قدیم شہر ہے۔ شیخ مصلحت اور خواجہ کمالؒ وہیں کے باشندے تھے۔ وہاں کے میوے بہت لذیذ ہوتے ہیں۔ انار کی لذت تو اتنی مشہور ہے کہ "سیب سمرقند و انار خجند" کہاوت بن گئی ہے۔ لیکن اب مرغینان کے انار زیادہ اچھے ہوتے ہیں۔ خجند کا قلعہ بلندی پر بنا ہوا ہے۔ دریائے سیحوں اس کے شمال میں بہتا ہے دریا اور قلعہ کے بیچ میں اتنا فاصلہ ہے جیسے تیر کی زد ہوتی ہے۔ قلعے اور دریا کے شمال میں ایک پہاڑ ہے۔ اس پہاڑ کا نام میوغل ہے۔ اس میں فیروزے کی اور کئی اور چیزوں کی کانیں ہیں۔ وہاں سانپ کثرت سے ہوتے ہیں۔

خجند کی شکارگاہ کے کیا کہنے۔ سفید ہرن، پہاڑی بکریاں، بارہ سنگھے، جنگلی پرندے اور خرگوش بے تعداد ہیں۔ وہاں کی ہوا میں بدبو بہت ہے۔ آنکھیں دُکھنے کا مرض عام ہے۔ کہاوت ہے کہ چڑیا کی آنکھیں بھی دکھتی تھیں۔ مشہور یہ ہے کہ ہوا میں اس خرابی کا اثر شمالی پہاڑوں کی وجہ سے ہے۔

خجند کے علاقہ میں ایک قصبہ کا نام کند بادام ہے۔ ہرموز[1] اور ہندوستان میں جو بادام جاتے ہیں۔ وہیں سے جاتے ہیں۔ وہ خجند سے بیس پچیس میل مشرق کی طرف ہے۔

خجند اور کند بادام کے بیچ میں ایک جنگل ہے اس کا نام "ہادرویش" مشہور ہے۔ وہاں ہمیشہ ہوا کے جھکڑ چلا کرتے ہیں۔ مرغینان وہاں سے مشرق میں اور خجند مغرب میں ہے۔ مرغینان اور خجند میں جو آندھیاں آتی ہیں۔ وہ اسی جنگل میں سے اُٹھتی ہیں۔ اس جنگل میں ہمیشہ آندھیوں اور ہواؤں کا زور و شور رہتا ہے۔ کہتے ہیں کہ وہاں کسی زمانے میں کئی فقیر ہوا کے جھکڑ میں پھنس گئے اور ایسے بچھڑے کہ پھر نہ ملے۔ ان میں سے ہر ایک "یا درویش یا درویش"[2] چیختا چیختا مرگیا۔ اس وقت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ملاحظہ فرمایئے "محمد شیبانی خاں"، مؤلفہ محمد رحیم دہلوی مطبوعہ آل پاکستان ہسٹری کانفرنس کراچی)

[1] ہرموز خلیج فارس کے دہانہ پر ایک جزیرہ ہے۔ وہاں کے موتی مشہور ہیں۔ انھیں ہرمزی موتی کہتے ہیں۔

[2] مدد درویش مدد درویش۔

سے اس جنگل کا نام "ہادرویش" پڑ گیا۔

آخشی | دریائے سیحوں کے شمال کی طرف جو شہر ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام آخشی ہے۔ تاریخ میں اس کو آخشیکت بھی لکھا ہے۔ اسی لئے اثیر الدین شاعر کو اثیر الدین آخشیکتی کہتے ہیں۔ فرغانہ میں اندجان کے بعد آخشی سے بڑا کوئی شہر نہیں ہے۔ وہ اندجان کے مغربی جانب چھتیس ۳۶ میل کے فاصلے پر ہے۔ میرے والد نے اسی کو اپنا دارالحکومت بنایا تھا۔

دریائے سیحون آخشی کے قلعہ کی فصیل کے نیچے بہتا ہے۔ قلعہ اونچے پہاڑ پر بنا ہوا ہے۔ کھڈ کی گہرائیاں خندق کا کام دیتی ہیں۔ میرے والد نے جب اس کو دارالحکومت بنایا تو دو ایک دفعہ باہر کی طرف اور پشتے تعمیر کئے۔ فرغانہ بھر میں اس جیسا مضبوط قلعہ نہیں ہے۔

شہر کے محلے قلعہ کی فصیل سے ایک میل شرعی پر آباد ہیں۔ وہ جو مثل ہے "دہ کجا و درختاں کجا" شاید آخشی ہی کے لئے کہی گئی ہے۔

وہاں کا خربوزہ بڑا لذیذ ہوتا ہے۔ خربوزہ کی ایک قسم وہ ہے جسے میر تیموری کہتے ہیں۔ ایسا لذیذ خربوزہ شاید دنیا بھر میں نہ ہوتا ہوگا۔ ویسے تو بخارا کے خربوزے بھی مشہور ہیں۔ مگر ایک دفعہ اُن دنوں میں جب میں نے سمرقند فتح کیا تھا۔ آخشی اور بخارا سے خربوزے آئے اور وہ ایک مجلس میں کاٹے گئے۔ تو معلوم ہوا کہ بخارا کے خربوزے آخشی کے خربوزوں کی برابری نہیں کرتے۔

وہاں شکار بہت ہے اور جانور کثرت سے ہیں۔ دریائے آخشی کی طرف ایک جنگل ہے۔ وہاں سفید ہرن بڑی کثرت سے ہوتے ہیں۔ اندجان کی طرف بھی ایک بڑا لمبا چوڑا جنگل ہے۔ اس میں بارہ سنگے، پرندے اور خرگوش بہت ملتے ہیں اور خوب موٹے تازے ہوتے ہیں۔

کاشان | کاشان، آخشی کے شمال میں چھوٹا سا شہر ہے۔

جس طرح دریائے اندجان اوش کی طرف سے بہہ کر آتا ہے۔ اسی طرح دریائے آخشی کاشان سے آتا ہے کاشان کی آب و ہوا اچھی ہے۔ باغ نہایت صاف ستھرے ہیں۔ سب باغ دریا کے کنارے کنارے بیلے میں ہیں۔ اس لئے اس کو پانچ بھیڑوں کے بچوں کا چغہ کہتے ہیں۔

کاشان والے اپنے ہاں کی آب و ہوا کی عمدگی پر ناز کیا کرتے ہیں۔ اور ادش والے اپنے ہاں کی آب و ہوا پر فخر کرتے ہیں۔

فرغانہ کے چاروں طرف پہاڑوں میں ایسے گرمائی علاقے نہایت عمدہ ہیں۔ جہاں گرمی کا موسم گذارا جا سکے۔ اس پہاڑ میں ایک خاص قسم کی لکڑی ہوتی ہے جس کو تابول غو کہتے ہیں۔ وہ کہیں اور نہیں ہوتی۔ اس کے اوپر کا چھلکا سرخ ہوتا ہے۔ اس سے عصا، کوڑوں کے دستے اور پرندوں کے پنجرے بنائے جاتے ہیں۔ اس کو چھیل کر تیر کے گز بھی بناتے ہیں وہ بہت ہی اعلیٰ قسم کی لکڑی ہوتی ہے اور دور دراز ملکوں میں سوغات کے طور پر بھیجی جاتی ہے۔

بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ ان پہاڑوں میں آدمیوں کی شکل جیسی گھاس[ل] ہوتی ہے مگر اب تو کہیں سننے میں نہیں آتی۔ سنا ہے کہ تیتی کینٹ[ل] کے پہاڑوں میں ایک خاص قسم کی گھاس ہوتی ہے۔ وہاں کے لوگ اس کو ایتق اُوتی کہتے ہیں۔ اس گھاس میں مہرگیا کی خاصیت ہے ممکن ہے یہی گھاس ہو۔ جس کا نام وہاں کے لوگوں نے یہ رکھ دیا ہو۔

فرغانہ کے پہاڑوں میں فیروزے اور لوہے کی کانیں ہیں۔ (باقی آئندہ)

[ل] اس کو عربی میں یبروج الصنم اور فارسی میں مردم گیا کہتے ہیں یہ ایک گھاس ہوتی ہے۔ جسے آدمی کی شکل سے تشبیہ۔

فلسفہ کیا ہے؟

یہ بھی ڈاکٹر میر ولی الدین صاحب کے قیمتی مقالات کا مجموعہ ہے۔ ہیگل کا قول ہے کہ "جس مہذب قوم کا فلسفہ نہیں ہوتا اس کی مثال ایک عبادت گاہ کی سی ہے جو ہر قسم کی زیب زینت سے آراستہ ہے لیکن جس میں قدس الاقداس ہی کا وجود نہیں"

ڈاکٹر صاحب کے مقالات پڑھ کر آپ اپنے فلسفہ سے پوری طرح باخبر ہو جائیں گے۔ مقالات کے چند سرنامے ملاحظہ فرمایئے۔

قرآن اور فلسفہ کیا ہے؟ ہم فلسفہ کیوں پڑھیں، فلسفہ کی دشواریاں، وغیرہ

قیمت ایک روپیہ مجلد دو روپے۔